جلد ۲ | ۵ / احسان ۱۳۲۷ھ | ۲۶ / رجب ۱۳۶۷ھ | ۵ جون ۱۹۴۸ء | نمبر ۱۲۷

شرح چندہ

سالانہ	۱۲ روپے
ششماہی	۱۱ "
سہ ماہی	۶ "
ماہوار	۲/۱ ۲ "

قیمت فی پرچہ
۱ /

اخبار احمدیہ

لاہور ۔ ۴ ماہ احسان ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت ناساز ہے ۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

جناب قریشی رشید احمد صاحب ارشد (جنرل منیجر) الفضل سے تبدیل ہو کر نظارت بیت المال میں بطور "معاون ناظر" تشریف لے گئے ہیں آپکی جگہ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب اعجاز (سابق اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری) منیجر الفضل مقرر کئے گئے ہیں

کشمیر میں آزاد فوج نے ہندوستانی دستوں کے حملہ کو ناکام بنا دیا

پونچھ کے محاذ پر آزاد فوج کی کامیاب بمباری

تراڑکھل ۴ جون آج کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ آج ہندوستانی فوجوں نے آزاد کشمیر کی متعدد چوکیوں پر حملے کئے ۔ لیکن آزاد فوج نے اُنہیں کامیابی کے ساتھ پسپا کر دیا اوڑی کے محاذ پر ہندوستانی فوج بڑی سرگرمی دکھاتی رہی ۔ توپ خانہ اور ہوائی جہازوں کے ذریعے ہندوستانی فوج نے سخت بمباری کی اور آزاد فوج کی چوکیوں پر حملے کئے ۔ لیکن ہر مرتبہ اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ۔ پونچھ کے محاذ پر آزاد فوج کے توپ خانہ نے ہندوستانی چوکیوں پر کئی بار کامیابی سے بمباری کی ۔ دیگر محاذوں پر بھی ہندوستانی دستوں کے ساتھ آزاد فوج کی چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوتی رہیں ۔

عرب فوجیں تل ابیب کے دروازے پر پہنچ گئیں

مصری بیڑے نے ایک یہودی جہاز ڈبو دیا

قاہرہ ۴ جون جب سے فلسطین میں عربوں اور یہودیوں کے درمیان جنگ شروع ہوئی ہے ۔ آج پہلی مرتبہ مصر کا سمندری بیڑہ حرکت میں آیا ۔ چنانچہ مصری جہازوں نے نام نہاد اسرائیلی حکومت کے مرکز تل ابیب سے تیس میل کے فاصلہ پر ایک یہودی جہاز کو ڈبو دیا اور یہودی بندرگاہ پر حملہ کیا ۔ مصری توپ خانہ تل ابیب سے صرف تین میل کے فاصلہ پر مصروف کار ہے ۔ مصری فوجیں تل ابیب کے بالکل دروازے پر پہنچ گئی ہیں ۔ شام کی فوج نے شمال کی جانب ایک یہودی بستی کو آگ لگا دی ۔ جس سے انہیں کافی نقصان اُٹھانا پڑا ۔

جاپان پاکستان کو کپڑا دیا کریگا

کراچی ۴ جون ۔ جاپان کا وفد حکومت پاکستان سے تجارتی معاہدہ کرنے کے سلسلے میں جو گفت و شنید کر رہا ہے امید ہے کہ وہ کل ختم ہو جائے گی ۔ جاپانی وفد نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ مناسب داموں پر پاکستان کے لئے کافی مقدار میں کپڑا مہیا کرے گا ۔ اس کے عوض پاکستان کپاس کی پندرہ ہزار گانٹھیں جاپان کو دیگا

خاران کے وزیر خارجہ مستعفی ہو گئے

کوئٹہ ۴ جون معلوم ہوا ہے کہ خاران کے وزیر خارجہ مسٹر رحمت اللہ نے نواب صاحب خاران سے شدید اختلافات کی بناء پر استعفیٰ دے دیا ہے ۔ نواب صاحب نے یہ استعفیٰ منظور کر لیا ہے

حکومت نظام کا انڈین یونین سے احتجاج

حیدر آباد ۴ جون حکومت نظام نے انڈین یونین کو ایک احتجاجی نوٹ ارسال کیا ہے جس میں انڈین یونین کے علاقہ میں گاڑیوں پر سوار مسلمانوں پر حملوں کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا ہے نظام گورنمنٹ نے بالخصوص ان حملوں کیطرف توجہ دلائی ہے ۔ جو حیدر آباد کی سرحدوں کے آس پاس کئے گئے ہیں ۔

وزیر مہاجرین کا بیان

لاہور ۴ جون ۔ پاکستان کے وزیر مہاجرین مسٹر غضنفر علی خاں نے ایک بیان میں مغربی پنجاب کی خواتین سے اپیل کی ہے کہ وہ جبراً اغوا شدہ غیر مسلم عورتوں کو برآمد کرنے کے سلسلے میں ہر ممکن مدد دیں ۔

شام فرانس سے تعلقات منقطع کرلیگا

دمشق ۴ جون معلوم ہوا ہے ۔ کہ حکومت شام نے فرانس کے ساتھ اپنے مالی تعلقات کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ فرانس نام نہاد اسرائیلی حکومت کی حمایت کر رہا ہے

سلامتی کونسل کیطرف سے کشمیر کمشن کو فوراً روانہ ہونے کی ہدایت

کونسل میں پاکستان کے نمائندہ کی تقریر

لیک سکسیس ۴ جون کل رات سلامتی کونسل نے کشمیر کمشن کو ہدایات دے دیں ۔ ان ہدایات میں کہا گیا ہے کہ کمشن فوراً برعظیم ہند روانہ ہو جائے ۔ اور اپنے فرائض کو ادا کرنا شروع کر دے ۔ اس کے علاوہ کمشن کو یہ ہدایت بھی کی گئی ہے کہ پاکستان کی طرف سے انڈین یونین کے خلاف جو شکایات پیش کی گئی ہیں ۔ ان کا بھی مطالعہ کرے اور مناسب وقت پر اس سلسلے میں کونسل کے سامنے رپورٹ پیش کرے ۔ یہ شکایات مندرجہ ذیل ہیں :۔ جوناگڑھ پر انڈین یونین کا ناجائز قبضہ (۲) انڈین یونین کی طرف سے پاکستان سے طے شدہ معاہدوں کی خلاف ورزی ۔ (۳) ہندوستان میں مسلمانوں کو منظم طریق سے ختم کرنے کی کوشش ۔

پاکستان کے نمائندے مسٹر حسن اصفہانی نے کونسل میں تقریر کرتے ہوئے کہا ۔ پاکستان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ محض کشمیر کے مسئلہ پر غور کرنا اسوقت تک چنداں مفید نہ ہوگا جبتک کہ ہندوستان اور پاکستان کے اختلافات کے سارے معاملات پر مجموعی حیثیت سے غور نہ کیا جائے ۔ ان دونوں ہمسایہ ممالک کے تعلقات کو بہتر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ کونسل پاکستان کی پیشکردہ شکایات کو مناسب اہمیت دے ۔ یہ شکایات ہندوستان کو بدنام اور ذلیل کرنے کیلئے ہرگز پیش نہیں کی گئیں ۔ بلکہ ان کا واحد مقصد یہ ہے کہ دونوں ملکوں کے ۴۴

۴۴ درمیان حقیقی طور پر خوشگوار تعلقات قائم ہو جائیں اور موجودہ اختلاف ایسی شکل اختیار نہ کرے جو امن عالم کیلئے خطرہ ثابت ہو ۔ مسٹر اصفہانی نے چین کی اس تجویز کی سخت مخالفت کی کہ کشمیر کے مسئلہ کو طے کرنے کے بعد جوناگڑھ کا مسئلہ بھی کشمیر کمشن کو سونپ دیا جائے آپ نے کہا کشمیر کمشن کو مسئلہ کشمیر کیساتھ ساتھ ہی جوناگڑھ کے متعلق بھی غور و خوض کرنا چاہیئے ۔ اور پاکستان کی شکایت کو رفع کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے ۔

پاکستانی نمائندے نے چین کی اس تجویز کی بھی مخالفت کی کہ پاکستان کو ہندوستان سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے کی خاطر ہندوستان میں مسلمانوں کے قتل عام کو نظر انداز کر دینا چاہیئے کشمیر کمشن کے ارکان آج لیک سکسیس سے جنیوا روانہ ہو گئے جہاں پر کمشن کا پہلا اجلاس منعقد ہوگا ۔

احتجاجی نوٹ میں کہا گیا ہے کہ ان حملوں کے سلسلے میں حکومت بمبئی کو کئی بار توجہ دلائی گئی ہے لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔ اس لئے انڈین یونین کو ... فوراً اس کے متعلق ... مناسب کارروائی کرنی چاہیئے ۔

پرنٹر و پبلشر عبد الحمید بی ۔ اے ۔ ایل ایل ۔ بی نے گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں ... جمیلہ اکرم میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا ۔
ایڈیٹر ... روشن دین تنویر بی ۔ اے ۔ ایل ایل ۔ بی

روزنامہ
الفضل
۵ جون سنہ ۱۹۴۸ء

وزارت

جب مغربی پنجاب کے دو وزرأ نے استعفے دیئے تھے۔ تو ہم نے توقع ظاہر کی تھی۔ کہ چونکہ ان وزراء اور وزیر اعظم کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ باہمی اختلاف کسی سیاسی اصول کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف مزاج پر مبنی ہے۔ اس لئے ملک کی نازک حالات کو پیش نظر آئندہ اس بات کو باہمی کشمکش اور جھگڑوں کا ذریعہ نہیں بنایا جائیگا۔

جب دو فہمیدہ اور سمجھدار وزراء نے بعد غور و خوض یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ وزارت میں رہ کر قومی خدمت باحسن وجوہ سرانجام نہیں دے سکتے۔ اور اس فیصلہ کے مطابق انہوں نے وزارت کو ترک کرنے کی قربانی منظور کر لی ہے۔ تو اب ان کے لئے اور وزیر اعظم کے لئے یہی زیبا ہے۔ کہ وہ گزشتہ کو بھول جائیں۔ اور قومی پلیٹ فارم کو اپنی ذاتی رنجشوں کا اکھاڑہ نہ بنائیں۔

جو بیانات مستعفی وزرأ نے اور وزیر اعظم نے دیئے تھے۔ اس میں دونوں طرف سے یہ تسلیم کیا گیا تھا۔ کہ وزارت کماحقہ اپنے فرائض سرانجام نہیں دے سکی۔ لیکن کیوں سرانجام نہیں دے سکی۔ اس کا الزام فریقین نے ایک دوسرے پر ڈالنے کی کوشش کی۔ مستعفی وزراء کو تو یہ شکایت ہے کہ ان کی صحیح راہ نمائی نہیں کی گئی وزیر اعظم نے ان کے سامنے کوئی پروگرام نہ رکھا۔ جس کے مطابق وہ کام کرتے۔ اس لئے وہ اپنا سپرد کردہ کام اچھی طرح نہیں کر سکے۔ وزیر اعظم کا جواب ہے۔ کہ جب ان کے سپرد اہم کام کر دیئے گئے تھے۔ تو انہوں نے اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان کو کیوں سرانجام نہیں دیا وغیرہ وغیرہ۔ بس اس قسم کے الزامات ہیں جو دونوں طرف سے ایک دوسرے کے خلاف لگائے گئے ہیں ظاہر ہے کہ یہ اختلافات ایسے نہیں ہیں۔ جن کو سیاسی اختلافات کہا جا سکے۔ سیاسی اختلافات تو جب ہوتے جب مستعفی وزراء اور وزیر اعظم کے درمیان کوئی پالیسی کا اختلاف ہوتا۔ یعنی وزیر اعظم کی پالیسی کچھ ہوتی۔ اور ان وزراء کی پالیسی اس کے متضاد ہوتی۔ اور جب وزراء یہ محسوس کرتے۔ کہ موجودہ وزارت عظمیٰ کے زیر سایہ وہ اپنی مفید عوام پالیسی کو زیر عمل نہیں لا سکتے تو مستعفی ہو جاتے۔ اور اسمبلی کے معمولی ممبروں میں شامل ہو کر اپنی پالیسی کی دانشمندی اور عاقبت اندیشی کا سکہ دوسروں پر بٹھاتے۔ اور ان کو قائل کر کے ایک ایسی پارٹی بناتے۔ جو بجائے وزارت کے راستہ میں روڑے اٹکانے کے زیادہ سے زیادہ زور پکڑتی جاتی۔ اور جب دیکھتے کہ ان کی پارٹی کی اکثریت ہو گئی ہے۔ تو وزارت الٹ دیتے۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ جو کچھ مواد ہمارے سامنے ہے۔ اس سے قطعاً کسی سیاسی اصول پر تفریق کا نشان تک نہیں ملتا۔ جو کچھ نظر آتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ بس ذاتیات ہی ذاتیات ہیں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے اجلاس میں بھی جو کچھ ہوا ہے۔ اگرچہ کوشش کی گئی تھی۔ کہ جھگڑے کو سیاسی جھگڑے کی صورت کھینچ تان کر دی جائے۔ مگر چونکہ اس کی اصلیت تھی ہی نہیں۔ تمام اجلاس صرف تہمت طرازی اور الزام تراشی کا ہنگامہ بے ہنگام بن کر رہ گیا۔

زیادہ سے زیادہ جو ہوا وہ یہ ہوا کہ ایک تجویز پیش کی گئی۔ کہ وزارت کا جھگڑا قائد اعظم کے حضور پیش کر دیا جائے۔ یہ بات خود اس بات پر شاہد ہے کہ وزارت عظمیٰ کے مخالفین کو خود اعتمادی حاصل نہ تھی۔ اگر اختلاف کسی سیاسی اصول پر مبنی تھا۔ تو ان کو چاہیئے تھا۔ کہ ٹیڑھا راستہ اختیار کرنے کی بجائے اپنی پالیسی علی الاعلان مجلس کے سامنے رکھتے۔ اور اس کی افادیت ممبران کے دلوں پر نقش کرتے کم از کم ان کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ حوصلہ کر کے وزارت عظمیٰ کے خلاف بے اعتمادی کی تجویز پیش کرتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ بظاہر وجہ تو یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان کو خود اپنے پر بے اعتمادی تھی۔ کہ ان کو محسوس ہو رہا تھا۔ کہ ان کے طرفدار وزیر اعظم کے طرفداروں سے تعداد میں کم ہیں۔ ہم یہ عرض کرتے ہیں۔ کہ وزارت عظمیٰ سے اگر ان کا اختلاف کسی اصول پر مبنی ہوتا جس پر ملک و قوم کا مفاد منحصر تھا۔ تو ان کو باوجود اقلیت کے بھی اپنے پر بے اعتمادی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ اور اپنا کیس کھلم کھلا قوم کے نمائندوں کے سامنے پیش کر دینا چاہیئے تھا۔ خواہ ان کو اپنی شکست کا کتنا ہی یقین کیوں نہ ہوتا۔ ایسی شکست یقیناً ان کی فتح سمجھی جاتی۔ کم از کم یہ شکست موجودہ ناکامی سے بہت زیادہ باوقار اور زیبا ہوتی۔ کیونکہ اس طرح قوم کے سامنے ان کی مفید پالیسی آ جاتی۔ اور اگر آج ان کے ہمدم کم تھے تو توقع ہو سکتی تھی۔ کہ اگر وہ واقعی ملک و قوم کے لئے مفید ہے۔ تو کل ان کے زیادہ ساتھی بن جاتے۔ اور ملک و قوم کو ایک نہ ایک دن اس کا فائدہ پہونچتا۔

ابھی تک ہمارا یہ تاثر کہ اختلاف کسی سیاسی اصول پر مبنی نہیں ہے رفع نہیں ہو سکا۔ بلکہ شیخ صادق حسن صاحب۔ صوفی عبدالحمید صاحب اور چوہدری فضل الٰہی صاحب کے مشترکہ بیان سے اس کو اور بھی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اس بیان میں بھی قائد اعظم کی منظوری اور نامنظوری پر ہی زور دیا گیا ہے۔ گویا سوال یہ نہیں ہے کہ موجودہ وزیر اعظم کو ایوان کا اعتماد حاصل ہے یا نہیں بلکہ دراصل سوال یہ بھی نہیں ہے۔ کہ ان کو قائد اعظم کا اعتماد حاصل ہے یا نہیں۔ اس بیان کا مطلب صرف یہ ہے کہ صرف اپنی ذاتی رنجش کا مظاہرہ کیا جائے۔

ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ قائد اعظم کی اوٹ میں کھڑے ہو کر کیچڑ اچھالنا کہاں تک قوم کے لئے اور خود کیچڑ اچھالنے والوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وزیر اعظم اپنے عہدے کے اہل ہیں یا نااہل۔ اگر نااہل ہیں تو ایک آزاد اسلامی ملک کے شہری زیادہ دیر تک دھوکا نہیں کھا سکتے۔ یہ ہے ان کو شکست دینے کا سیدھا طریقہ کہ ہم سب ملکر پاکستان کو ایک آزاد اسلامی ملک بنانے کی کوشش کریں۔ صحیح معنوں میں ایک زندہ آزاد اسلامی ملک۔ جب مشینری کا ہر ایک پرزہ اپنی اپنی جگہ پر متحرک ہو جائے گا۔ تو ناکارہ پرزہ خود بخود الگ ہو جائیگا۔

ہم سب کو اپنی اپنی جگہ پر دیانتداری سے کام کرنا چاہیے۔ خواہ وہ وزیر اعظم ہو۔ یا ایک معمولی خوانچہ فروش۔ جب تک عوام کا سیاسی معیار بلند نہ ہوگا۔ ہماری وزارتیں ایسی ہی ذاتیاتی سازشوں کا گھروندا

بخل اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالےٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اس کو نہیں سمجھتا۔ کہ جو اس کے صندوق میں بند ہے۔ بلکہ وہ خدا تعالےٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے۔ اور امساک اس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لئے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے۔ کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے۔ کہ میں نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے۔ اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے۔ تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے۔ اور تمہاری عمریں زیادہ ہونگی۔ اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائیگی۔ نظارت بیت المال

درخواست ہائے دعا

(۱) میرے لڑکے حمید احمد رشید نے امسال دسویں جماعت کا امتحان دیا ہے۔ احباب تہ دل سے درگاہ ایزدی میں دعا فرمائیں۔ کہ عزیزی کو خداوند کریم کامیابی بخشے۔ بیگم شیخ مسعود احمد رشید ۱۸ گاف روڈ لاہور (۲) نور علی صاحب ابن حکیم یوسف علی صاحب لائل پور عرصہ چار ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

اعلان تعطیل

چونکہ مورخہ ۵-۶-۴۸ کو بروز ہفتہ مطبع میں تعطیل ہے۔ اس لئے اتوار کو نکلنے والا پرچہ شائع نہیں ہو سکے گا۔ احباب کرام اور ایجنٹ صاحبان مطلع رہیں۔ منیجر الفضل

خطبہ جمعہ
خطبہ نمبر ۳۲

آج کم سے کم مظاہرہ ایمان یہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد وصیت کر دے

آیندہ چندے کی حد ۲۵ فیصدی کی بجائے ساڑھے سولہ فیصدی اور ۵ فیصدی کی بجائے ۳۳ فیصدی ہوگی

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۲۸ مئی ۱۹۴۸ء بمقام رتن باغ لاہور

مرتبہ: مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
ہماری جماعت باقی مسلمانوں کے ساتھ چونکہ ایک بڑے

دورِ ابتلاء

میں سے گزری ہے۔ اس لئے میرا یہ خیال تھا۔ کہ بوجہ ایمان کی زیادتی کے۔ بوجہ نشانات اور معجزات دیکھنے کے۔ بوجہ آسمانی تائیدات دیکھنے کے۔ اور بوجہ مرنے کے بعد کی زندگی پر کامل ایمان اور پورا یقین ہونے کے ہماری جماعت

قربانی اور ایثار

کے اس درجہ پر پہنچ چکی ہوگی۔ کہ وہ یکدم کود کر ایک بڑی منزل کو تھوڑے سے وقت میں طے کر لے۔ لیکن تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ خدا تعالےٰ کی وہ پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کے متعلق تھی کہ وہ بہت آہستہ آہستہ ترقی کرے گی۔ وہ پیشگوئی ابھی تک جاری ہے۔ اور ابھی جماعت میں وہ طاقت اور قوت پیدا نہیں ہوئی۔ کہ وہ بڑی قربانیوں کے لئے یکدم تیار ہو سکے۔ شائد میرا وہ الہام جو ۱۹۴۳ء میں ہوا تھا۔ اور اسی وقت شائع بھی ہو گیا تھا۔ کہ

روز جزا قریب ہے اور راہ بعید ہے

اس کا ایک مفہوم یہ بھی تھا۔ کہ الٰہی نشانات کے ظاہر ہونے کا وقت تو قریب آچکا ہے مگر جماعت کے لئے ان حالات سے فائدہ اٹھانے کی راہ ابھی بعید ہے۔ اور ہم آہستہ آہستہ اس درجہ اور مقام تک پہنچیں گے۔ کہ ان

عظیم الشان نشانات

کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ بہرحال اللہ تعالےٰ ہمارے دلوں کو ہماری نسبت اچھی طرح پڑھ سکتا ہے۔ ہم اپنے متعلق غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن خدا تعالےٰ غلطی نہیں کر سکتا۔ جو وہ کہتا ہے۔ وہی صحیح ہے۔ اور جو اس کا علم ہے۔ ہمیں بہرحال اس کے تابع چلنا چاہیئے۔ اور تابع چلنا پڑے گا۔ غرض اس بات پر غور کر کے اور اس بات کو سمجھ کر اور اس کے فوائد کی اہمیت کو محسوس کر کے کہ چند افراد قوم کا کوئی بڑی قربانی کر دینا اتنا شاندار نہیں ہوتا۔ جتنا اکثر افراد قوم کا یا سب قوم کا اس سے کم قربانی کرنا۔ اگر قوم میں سے دو یا چار آدمی سو میں سے اسی یا نوے نمبر حاصل کر لیتے ہیں۔ تو یہ جماعت کے لئے اتنا شاندار اور بابرکت نہیں ہو سکتا۔ جتنا سو میں سے اسی کا چالیس یا پینتالیس نمبر لے لینا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جس قربانی کا میں نے جماعت سے مطالبہ کیا تھا۔ اس کی شکل بدل دوں میرے نزدیک جو بات میں نے کہی تھی وہ

چوٹی کی قربانی

کے مطابق نہیں تھی۔ چوٹی کی قربانی یقیناً اس سے زیادہ شاندار ہوتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے کیونکہ جہاں تک ایمان کامل کا سوال ہے۔ اس میں کسی نسبت اور غیر نسبت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مومن کی طرف سے شرطیں نہیں ہوا کرتیں۔ مومن کی طرف سے حد بندیاں نہیں ہوا کرتیں۔ یہ سب چیزیں ایمان کی کمزوری تک رہی چلتی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کو سنکر جب مدینہ کے لوگوں نے آپ کے پاس

ایک وفد

بھیجا۔ تاکہ وہ آپ کی باتیں سنکر کسی نتیجہ پر پہونچ سکیں۔ کہ آیا آپ صادق ہیں یا نہیں۔ اور یہ وفد مکہ میں آیا۔ تو اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کیں۔ اور وہ اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ آپ راستباز اور صادق القول ہیں۔ اس کے بعد وہ وفد واپس مدینہ چلا گیا۔ اور اپنے ہم قوموں کے سامنے اس نے اپنی تحقیقات کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد مدینہ کے لوگوں نے پھر ایک وفد آپ کے پاس بھیجا۔ تا وہ باقاعدہ بیعت بھی کریں۔ اور ساتھ ہی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دیں۔ کہ آپ بجائے مکہ میں ٹھہرنے کے مدینہ تشریف لے آئیں۔ کیونکہ اس وفد کے جانے کے بعد ایسے امکانات پیدا ہو گئے تھے۔ کہ مدینہ والوں کا اکثر حصہ یا تمام لوگ بہت جلد مسلمان ہو جائیں۔ جب یہ وفد آیا۔ تو اس نے بیعت بھی کی۔ اور اس بات کا اظہار بھی کیا کہ ہمارا شہر آپ کو

پناہ دینے کے لئے

تیار ہے۔ اور ہمارے رؤسائے شہر نے ہم کو یہ اختیار دیا ہے کہ ہم آپ سے معاہدہ کریں۔ کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیں۔ ہم آپ کی پوری طرح حفاظت کریں گے۔ لیکن ہماری شرط یہ ہوگی۔ کہ جب تک مدینہ پر دشمن حملہ آور ہو۔ ہم اس معاہدہ کے پابند ہونگے۔ اور آپ کی حفاظت کرینگے لیکن مدینہ سے باہر نکل کر اگر لڑائی کرنی پڑے۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ہم میں اتنی طاقت ہو۔ کہ ہم باہر نکل کر دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ اس لئے اگر باہر لڑائی ہوئی۔ تو ہم اس بات کے پابند نہیں ہونگے۔ کہ اس لڑائی میں ضرور شامل ہوں۔ متفرق امور پر گفتگو کرنے کے بعد

حضرت عباسؓ

نے اس وفد سے معاہدہ کیا۔ جس میں انہوں نے یہ بات دہرائی کہ ہم آپ سے یہ عہد کرتے ہیں۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ملک میں آئینگے۔ تو جب تک آپؐ مدینہ میں ہونگے۔ ہم آپؐ کی حفاظت کے لئے اپنی جان۔ مال۔ عزت اور آبرو غرض سب کچھ قربان کر دیں گے۔ لیکن جب آپ مدینہ سے باہر نکل کر لڑے۔ تو ہم اس

عہد کے پابند

نہیں ہوں گے۔ ان سب نے اقرار کیا۔ کہ یہ ٹھیک ہے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک تو مدینہ میں جانے کا موقعہ پیدا نہ ہؤا۔ لیکن بعد میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم نازل ہؤا۔ اور آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔

مدینہ پہنچنے کے بعد بھی دشمن نے متواتر ریشہ دوانیاں کیں۔ اور ایک وقت ایسا آ گیا۔ کہ مدینہ اور مکہ والوں کے درمیان لڑائی کے سامان پیدا ہو گئے سو جو

بدر کی جنگ

کے نام سے مشہور ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ملی۔ کہ ابو سفیان ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام کی طرف سے آرہا ہے

اور وہ رستہ میں تمام قبائل کو مسلمانوں کے خلاف اُکساتا چلا آتا ہے۔ قافلہ کا رستہ بھی مدینہ کے پاس سے گزرتا تھا۔ ایسا قریب تو نہیں تھا۔ مگر مکہ کی نسبت مدینہ سے زیادہ قریب تھا

سارے قبائل جو مدینہ کے ارد گرد رہتے تھے وہ شام سے آنیوالے قافلہ سے ملتے اور تجارتی چیزوں کا

آپس میں تبادلہ کرتے تھے۔ اس لئے شام سے جو قافلہ آتا تھا۔ اُس کے تعلقات مدینہ کے تمام قبائل سے ہو جاتے تھے۔ اور چونکہ اس قافلہ میں ایسے لوگ موجود تھے۔ جو مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو اُکساتے اور اشتعال دلاتے تھے۔ اس لئے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہوا۔ کہ ابوسفیان قافلہ کو لے کر مدینہ کے پاس سے گزر رہا ہے اور یہ بھی علم ہوا۔ کہ مکہ والے بھی اس خیال سے کہ قافلہ پر مدینہ والے حملہ نہ کر دیں۔ کچھ لشکر لیکر نکلے ہیں۔ تو آپ نے اپنے دوستوں سے مشورہ لیا کہ اگر ہم مدینہ میں بیٹھے رہے تو دشمن دلیر ہو جائے گا۔ ہمیں آگے چلنا چاہیئے۔ تا دشمن یہ نہ سمجھے کہ ہم اُس سے ڈرتے ہیں۔ چنانچہ آپ صحابہؓ کی ایک جماعت کو لیکر مدینہ سے باہر تشریف لے گئے۔ اور بدر کے مقام پر پہنچے۔

الہٰی کلام

سے آپ کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ مکہ سے ایک لشکر آ رہا ہے۔ جس کے ساتھ اسلام کا مقابلہ ہو گا لیکن آپ کو یہ اجازت نہ تھی کہ اس خبر کو ظاہر کریں نتیجہ یہ نکلا کہ مدینہ سے بہت کم لوگ آپ کے ساتھ گئے کیونکہ وہ اُسے لڑائی نہیں سمجھتے تھے بلکہ اُسے صرف جرأت کے اظہار کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے بدر کے مقام کے قریب جا کر آپ نے مناسب سمجھا کہ اب یہ بات ظاہر کر دی جائے۔ آپ نے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ اے لوگو! مجھے خدا نے کہا ہے کہ

دشمن کا لشکر

قریب آ گیا ہے اور بجائے اس کے کہ قافلہ سے لڑائی ہو۔ شاید اسی سے لڑائی ہو جائے تمہاری اس بارہ میں کیا رائے ہے؟ مہاجرین صحابہ یکے بعد دیگرے کھڑے ہونے شروع ہوئے اور انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم لڑنے کے لئے تیار ہیں لیکن انصار نہ بولے۔ وہ اسلئے نہ بولے کہ جو فوج آ رہی تھی۔ اس میں مہاجرین کے بھائی بہنوئی۔ سالے بچے اور تائے وغیرہ کے بیٹے اور اسی طرح اور قریبی رشتہ دار تھے۔ اُنہوں نے خیال کیا کہ اگر ہم نے کہا ہم لڑنے کے لئے تیار ہیں تو مہاجرین سمجھینگے کہ ہمیں اُنکے رشتہ داروں سے لڑنیکا بڑا شوق ہے اُن کی دلجوئی اور اپنے مہمانوں کی عزت کی وجہ سے

سب انصار خاموش رہے مہاجر یکے بعد دیگرے اُٹھتے۔ اور اُٹھ اُٹھ کر

قربانی کی رغبت

ایثار اور فدائیت کے جوش کا اظہار کرتے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر صحابی کی تقریر کے بعد فرماتے۔ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ جب متواتر آپ نے یہ بات دُہرائی۔ تو ایک انصاری اُٹھے اور اُنہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ کو مشورہ تو دیا جا رہا ہے لیکن باوجود مشورہ پیش کئے جانیکے آپ یہی فرماتے ہیں کہ اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ شاید آپکی مراد لوگوں سے ہم انصار ہیں کہ ہم مشورہ دیں۔ ورنہ مشورہ تو آپ کو مل رہا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے میری یہی مراد تھی۔ پھر اس صحابیؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم نے آپ سے مکہ میں ایک بیعت کی تھی اور اقرار کیا تھا کہ اگر دشمن مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ تو ہم ہر طرح سے اُس کا مقابلہ کریں گے۔ لیکن مدینہ کے باہر اگر لڑائی ہوئی تو ہم اس معاہدہ کے پابند نہیں ہونگے کیونکہ ہمارے اندر اتنی طاقت نہیں۔ کہ سارے عرب سے لڑ سکیں۔ شاید آپ جو بار بار ہم سے مشورہ چاہتے ہیں۔ تو آپ کا اشارہ اس معاہدہ کی طرف ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اُس انصاری نے یہ بات سُن کر بڑے جوش سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب آپؐ سے ہم نے مکہ میں وہ معاہدہ کیا تھا۔ اُس وقت تک ایمان ہم پر پوری طرح روشن نہیں ہوا تھا۔ صرف ایک محدود روشنی ہمیں ملی تھی۔ اور ہم شرطیں باندھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن یا رسول اللہ اس کے بعد

حقیقتِ اسلام

ہم پر پوری طرح کھل گئی ہے اور آپ کی صداقت کو ہم نے پوری طرح پرکھ لیا ہے اس صداقت اسلام کے روشن ہو جانے اور پرکھنے کے بعد کیا اب بھی کوئی شرط باقی رہ سکتی ہے اب تو شرطوں کا کوئی سوال ہی نہیں یا رسول اللہ اگر آپؐ ہمیں حکم دیں کہ تم اپنے گھوڑوں اور سواریوں کو سمندر میں ڈال دو۔ (اس جگہ کے قریب چند منزل پر سمندر تھا اور عرب سمندر سے بڑا ڈرا کرتے تھے) تو ہم بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سمندر میں اپنے گھوڑے ڈال دیں گے۔ اور یا رسول اللہ اگر یہاں جنگ ہوئی تو دشمن گو بہت طاقتور ہے اور تعداد میں بہت زیادہ ہے۔ مگر ہم آپ کے دائیں بھی لڑینگے۔

اور بائیں بھی لڑینگے۔ آگے بھی لڑینگے۔ اور پیچھے بھی لڑینگے۔

خدا کی قسم

دُشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جبتک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے تو دیکھو۔ جب ایمان کے اعلیٰ مقام پر انسان پہنچ جاتا ہے۔ تو سب شرطیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جان مال یا اور کسی قسم کی شرط باقی نہیں رہجاتی۔ اُس وقت کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ کہ ہم نے جان دینے کا وعدہ کیا تھا۔ مال دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا یا ملک میں رہنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہجرت کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ دن کو کام کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ رات کو کام کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا۔

کامل ایمان

حاصل ہو جانے کے بعد اور اخروی زندگی پر پورا یقین ہو جانے کے بعد کوئی شرط نہ صرف پیدا نہیں ہوتی بلکہ شرط کی طرف ایک اشارہ کرنا بھی مومن اپنی بدترین ہتک سمجھتا ہے اگر اُس کے سر پر دو سو جوتا بھی مار لیا جائے تو وہ اتنا بُرا نہیں سمجھے گا۔ جتنا وہ اس بات کو بُرا سمجھے گا کہ کوئی اُس کی طرف یہ بات منسوب کرے۔ کہ اس کا ایمان شرطی ہے کیونکہ ایمان کے ساتھ شرط کے معنی پورے تقوے اور آنکھیں کھل جانے کے بعد بے ایمانی کے ہوتے ہیں۔ اور کچھ نہیں۔ بیشک

کمزور ایمان

کا آدمی شرطیں بھی لگاتا ہے اور وہ شرطیں اُسے بے ایمان نہیں بناتیں۔ جس طرح مدینہ کے لوگوں نے شرطیں کیں اور وہ ایمان پر قائم رہے مگر اُن کے ایمان پر قائم رہنے کی یہ وجہ نہیں تھی کہ شرط ایمان میں جائز ہے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن پر ابھی ایمان کی حقیقت نہیں کھُلی تھی جیسے ایک چھوٹا بچہ اگر ماں باپ کی گود میں پیشاب کر دے تو وہ بے ادب نہیں کہلاتا اُس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ ادب کی حقیقت اُس پر کھُلی نہیں ہوتی تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ میں جب چھوٹا بچہ تھا۔ تو ماں باپ کی گود میں پیشاب کر لیا کرتا تھا۔ اسلئے میں حق رکھتا ہوں کہ اُن کی گود میں اب بھی پیشاب کر دوں یا بچپن میں ماں باپ بچوں کو سر پر بٹھا لیتے ہیں مگر تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں چونکہ بچپن میں اپنے ماں باپ کے سر پر بیٹھا کرتا تھا اسلئے

اب بھی میں اُن کے سروں پر بیٹھونگا آخر کیا وجہ ہے کہ ہم بچپن میں ایک فعل کو جائز سمجھتے ہیں لیکن بڑے ہو کر اُس فعل کو ناجائز سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ بچپن میں اگر تم اپنے ماں باپ کی گود میں پیشاب کر دیتے تھے تو دیکھنے والے تم پر کسی قسم کا عیب نہیں لگاتے تھے لیکن اب اگر تم ایسا کرو۔ تو ہر شخص تمہیں بے ادب اور بے حیا کہے اسی وجہ سے کہ گو فعل تو ایک ہی ہے مگر پہلا فعل اُس وقت کیا گیا تھا۔ جب بچپن میں ماں باپ کا ادب پہچاننے کی طاقت نہیں تھی لیکن اب تمہارا دماغ اس قابل ہو گیا ہے کہ تم ماں باپ کے ادب کو پہچان سکو اور چونکہ تمہارے دماغ میں اسقدر روشنی پیدا ہو چکی ہے۔ اور حقیقت تم پر واضح ہو چکی ہے۔ اسلئے اب وہی فعل جو پہلے جائز تھا ناجائز ہو گیا ہے غرض مدینہ کے لوگوں نے شرط کی اور معاہدہ کیا کہ ہم مدینہ میں رہ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے ذمہ وار ہوں گے۔ اس قسم کی شرط کوئی اور بھی کر سکتا ہے اب بھی کر سکتا ہے اور آئندہ بھی کر سکے گا۔ مگر ایسے انسان کے منہ سے ہی یہ شرط نکل سکتی ہے جو ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرے۔ کہ میں ابھی مبتدی ہوں یا ابھی مؤلفۃ القلوب میں شامل ہوں۔

کامل مومن

نہیں ہوں۔ لیکن ایک ہی وقت میں اگر کوئی کہے کہ میں مومن کامل بھی ہوں اور اپنے ایمان کیساتھ یہ شرط بھی لگاتا ہوں۔ تو ایسے شخص کے پاگل یا منافق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ جماعت ایک بڑا قدم ترقی کیلئے اٹھا سکتی ہے لیکن ساتھ ہی یہ سمجھتے ہوئے کہ جماعت ابھی اُس مقام پر نہیں پہنچی کہ بلا شرط قربانی کیلئے تیار ہو جائے یہ تحریک کی تھی کہ اس

بڑی مصیبت

کے نازل ہونیکے بعد جبکہ ہماری جماعت کی جائداد میں مکان کیصورت میں بھی اور نقدروپیہ کیصورت میں بھی ضائع ہو چکی ہیں اور باہر اور قادیان میں ہمارے اخراجات بڑھ گئے ہیں جماعت کے افراد ۲۵ فیصدی سے لیکر ۵۰ فیصدی تک چندہ　　مگر اُس مجلس میں شریک ہونیوالوں میں سے چند افراد کے سوا باقی جماعت نے اس میں حصہ نہ لیا۔ لیکن اس تحریک کو میں نے جاری رکھا اور یہ تحریک مختلف ذرائع سے کیجاتی رہی کیونکہ میرا یہ تجربہ ہے۔ کہ جماعت کے اکثر افراد کے دلوں میں ایمان موجود ہے۔ گو وہ کمزور ہی سہی۔ ایسا ہی سہی جیسے بجلی کے بڑے بڑے قمقموں کے مقابلہ میں مٹی کے تیل کا ایک چھوٹا سا دیا ہوتا ہے لیکن ہے ضرور۔ میں نے سمجھا کہ متواتر تحریک کے نتیجہ میں جماعت کا ایک حصہ ضرور اس پر عمل کرے گا گو میں یہ سمجھتا تھا کہ جماعت ایمان کے اس مقام پر نہیں پہنچی کہ اُس کا

سو فیصدی

یا ایک معتدبہ حصہ اس میں حصہ لے۔ چنانچہ متواتر تحریک کے نتیجہ میں بہت سے لوگ جنہوں نے پہلے اس تحریک میں حصہ نہیں لیا تھا

اب انہوں نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔ اور شاید اب سینکڑوں تک ایسے لوگوں کی تعداد پہنچ گئی ہو جنہوں نے ۲۵ سے ۵۰ فی صدی تک چندہ دینے کا وعدہ کیا ہے لیکن جماعت کی تعداد لاکھوں کی ہے۔ ہزاروں کی بھی نہیں۔ اس لئے سینکڑوں کا لفظ ہمارے لئے کسی قسم کی خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ بہرحال یہ تحریک بڑھ رہی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر اسے جاری رکھا جائے۔ تو یہ سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں تک پہنچ جائے گی۔ لیکن جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا ہے۔

میری رائے

یہ ہے۔ کہ بعض افراد کا زیادہ سے زیادہ قربانی کرنا اتنا خوش کن نہیں ہو سکتا۔ جتنا زیادہ سے زیادہ افراد کا تھوڑی تھوڑی قربانی کرنا۔ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ جماعت متواتر تحریکات کے نتیجہ میں اپنے اخلاص میں ترقی کرتی ہے۔ اور کرتی چلی جائے گی۔ پہلے اگر روکیں پیدا ہوئی ہوں۔ تو آہستہ آہستہ وہ روکیں دور ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ اس تحریک کے شروع میں بھی روکیں پیدا ہوئیں۔ لیکن وہ روکیں آہستہ آہستہ دور ہو رہی ہیں۔ اور لوگوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ لیکن اس رفتار کو دیکھ کر میں ڈرتا ہوں۔ کہ اس کے نتیجہ میں زیادہ تر جماعت ... تو اب سے محروم رہ جائے گی۔ اس لئے غور کرنے پر میں نے اس سکیم میں کچھ تبدیلیاں کی ہیں جن کا میں آج اعلان کرنا چاہتا ہوں۔

وہ تبدیلی یہ ہے

کہ بجائے ۲۵ فی صدی کے ساڑھے سولہ فی صدی اور بجائے ۵۰ فی صدی کے ۳۳ فی صدی حد رکھی جائے۔ اس میں وہ تمام چندے شامل ہوں گے۔ جو اس وقت تک سلسلہ کی طرف سے عائد ہیں۔ مثلاً تحریک جدید کا چندہ۔ جلسہ سالانہ کا چندہ۔ مرکز کا چندہ۔ انجمن کا چندہ۔ لیکن شرط یہ ہوگی۔ کہ اس تحریک سے پہلے یعنی

ستمبر والی تحریک

سے پہلے جو چندہ کوئی شخص دیتا تھا۔ اس سے یہ چندہ کم نہ ہو۔ مثلاً اگر ۱۹۴۶ء یا ۱۹۴۷ء میں کسی نے کوئی وعدہ کیا تھا۔ اور اس وعدہ کے مطابق سوائے حفاظت مرکز کے چندہ کے تحریک جدید اور دوسرے چندوں کو ملا کر اُس کا چندہ ساڑھے سولہ فی صدی سے زیادہ ہو جائے۔ تو اُسے زیادہ دینا پڑے گا۔ اور اگر کم ہو۔ تو اتنا چندہ ہی کافی سمجھا جائے گا۔ حفاظت مرکز کے چندہ کے لئے جو تحریک کی گئی تھی۔ چونکہ وہ رقم بڑی بھاری ہے۔ اس لئے شرط یہی ہو گی۔ کہ اگر کوئی شخص ۲۵ فی صدی چندہ دیتا ہے۔ تو چندہ حفاظت مرکز اس میں شامل ہو گا۔ لیکن ۲۵ فی صدی تک اگر چندہ نہیں دیتا تو

حفاظت مرکز

کا چندہ اس میں شامل نہیں ہوگا۔ ساڑھے سولہ فی صدی میں سے تمام چندوں کو نکال کر جو روپیہ باقی بچے گا۔ اُسے علیحدہ ریزرو رکھا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کا چندہ ۱۵ فی صدی بنتا ہے۔ تو اس میں سے ڈیڑھ فی صدی ریزرو فنڈ میں شامل کر دیا جائے گا۔ اور اگر بارہ فی صدی بنتا ہے۔ تو ساڑھے ۴ فی صدی ریزرو فنڈ میں شامل کر لیا جائے گا۔ اور اگر دس فی صدی بنتا ہو۔ تو ساڑھے چھ فی صدی ریزرو فنڈ میں شامل کر دیا جائے گا۔ حفاظت مرکز کی اس سال کی تحریک کے ختم ہونے کے بعد آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اور اُس وقت تک اسے جاری رکھا جائے گا۔ جب تک ہمیں قادیان واپس نہیں مل جاتا۔ بلکہ قادیان کے مل جانے کے بعد بھی اس تحریک کو چند سالوں تک جاری رکھنا پڑے گا۔ بہرحال اس سال جو تحریک کی گئی ہے۔ اُس کا ادنیٰ درجہ ساڑھے سولہ فی صدی ہو گا۔ اور اوپر کا درجہ ⅓ تک کا بشرطیکہ کسی کے پچھلے موعودہ چندوں کی مقدار ساڑھے سولہ فی صدی سے زیادہ نہ ہو جاتی ہو ایسی صورت میں وہ اپنے موعودہ چندہ کے مطابق چندہ دے گا۔ اس کے علاوہ (اس وقت میرے نزدیک کم سے کم تحریک یہ ہونی چاہیئے کہ

جماعت کا ہر فرد

وصیت کر دے) دنیا میں ہر چیز کے مظاہرے کا ایک وقت ہوتا ہے۔ ہمارے ہاتھ سے قادیان نکل جانے کی وجہ سے دشمن کی نظریں اس وقت خاص طور پر اس امر کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ

بہشتی مقبرہ

ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ جس کے لئے یہ لوگ وصیت کیا کرتے تھے۔ اب ہم دیکھیں گے کہ یہ لوگ کیسے وصیت کرتے ہیں۔ اس اعتراض کو رد کرنے کا ہمارے پاس ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ ہر احمدی وصیت کر دے اور دنیا کو بتا دے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے وعدوں پر جو ایمان اور یقین حاصل ہے وہ قادیان کے ہمارے ہاتھ سے نکلنے یا نہ نکلنے سے وابستہ نہیں۔ بلکہ ہم ہر حالت میں اپنے ایمان پر قائم رہنے والے ہیں۔ یہ کم سے کم

مظاہرۂ ایمان

ہے جس کی اس وقت ہم سے امید کی جاتی ہے۔ پس جو شخص ساڑھے سولہ فیصدی بھی نہیں دے سکتا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اُس کے لئے کم از کم اس قدر ایمان کا مظاہرہ کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ وصیت کر دے اور کوشش کرے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے جس نے وصیت نہ کی ہو۔ اگر اس تحریک کو پورے زور سے جاری رکھا جائے تو دشمن کا منہ خود بخود بند ہو جائے گا اور وہ سمجھے گا کہ ان لوگوں میں

ایمان کی سچی حلاوت

پائی جاتی ہے۔ پس ہر شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ وصیت کر دے اور اس طرح دنیا کو بتا دے۔ کہ قادیان کے نکلنے سے ہمارا ایمان کمزور نہیں ہوا۔ بلکہ ہم اپنے ایمان میں پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مقبرہ بہشتی کے وعدے دنیا کے ہر گوشہ میں ہم کو ملتے رہیں گے۔

ایک بات میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ چونکہ اس کا تعلق صدر انجمن احمدیہ سے ہے اور دفاتر میں عام طور پر رقابت پائی جاتی ہے۔ اس لئے اس بارہ میں احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ میں جماعتوں اور افراد کی طرف سے اس تحریک کے سلسلہ میں جو روپیہ آرہا ہے۔ اس میں

تحریک جدید کا حصہ

بھی شامل ہوتا ہے۔ مگر صدر انجمن احمدیہ خاموشی سے اُس روپیہ کو اپنے خزانہ میں ڈال لیتی ہے۔ تحریک جدید والوں کو ان کا چندہ ادا نہیں کرتی۔ پس چونکہ اس قسم کے خدشات موجود ہیں۔ اس لئے میں یہ قانون مقرر کرتا ہوں۔ کہ ہر شخص کی طرف سے صدر انجمن احمدیہ کو جو چندہ ملتا ہے۔ اس سے زیادہ کی وہ مالک نہیں ہو گی۔ جتنا کوئی پہلے چندہ دیا کرتا تھا اسی نسبت سے صدر انجمن احمدیہ کو چندہ ملے گا۔ باقی روپیہ میں اگر تحریک جدید کا چندہ شامل ہوگا۔ تو وہ حصہ تحریک جدید کو ملے گا۔ حفاظت مرکز کا چندہ شامل ہوگا۔ تو اتنا حصہ حفاظت مرکز کو ملیگا اور جو کچھ باقی بچے گا۔ اُسے میں اپنے اختیار سے سلسلہ کے مختلف محکموں میں تقسیم کروں گا۔ وہ رقم صدر انجمن احمدیہ کی ملکیت نہیں ہو گی۔ صدر انجمن احمدیہ کا حصہ صرف اتنا ہی ہو گا۔ جتنا اُسے پہلے ملا کرتا تھا لیکن بہرحال صدر انجمن احمدیہ کے پاس عذر ہو تا ہے کہ چندہ آیا بھیجنے والے نے کوئی خاص وضاحت نہیں کی تھی۔ اس لئے ہم نے اُسے اپنے خزانہ میں داخل کر لیا۔ اگر چندہ بھیجنے والا واضح کر دیتا تو ایسا نہ ہوتا

پس

میں جماعت پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص فتنہ سے بچنا چاہتا ہے۔ اور آئندہ حفظ و کتابت کی اس مصیبت سے نجات حاصل کرنے کا خواہش مند ہے۔ تو ... جدید والوں کو بھی لکھ دینا چاہیئے۔ کہ اتنا چندہ میں دیا کرتا ہوں۔ اس میں اتنا حصہ تمہارا ہے باقی ریزرو فنڈ میں شامل کر دیا جائے اور جو اسے خلیفۃ المسیح کے حکم کے ماتحت خرچ کیا جائے جو لوگ ایسا نہیں کریں گے۔ انہیں زائد چندوں میں الگ حصہ لینا پڑے گا۔ مثلاً نئے مرکز کی تحریک ہو۔ تو لازمی طور پر اُس کا الگ وعدہ لیا جائے گا لیکن میرا منشاء یہ ہے۔ کہ سر دست عام چندوں اور تحریک جدید کے چندوں کو کاٹ کر جو کچھ بچے اُسے ریزرو رکھا جائے۔ مگر یہ ایسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب چندہ دینے والا صدر انجمن احمدیہ کو اور مقامی سیکرٹری کو اطلاع دیدے۔ کہ پہلے میرا چندہ اتنا تھا۔ اب میں اتنا دوں گا۔ اس میں سے اتنی

ریزرو فنڈ

رقم ہو گی۔ جو محفوظ رہنی چاہیئے۔ اور اتنی تحریک جدید کی ہو گی۔ ورنہ وہ ساری رقم صدر انجمن احمدیہ کے عام چندوں میں داخل کر لی جائے گی۔ اور اُسے نئے سرے سے چندہ دینا پڑے گا۔ یا صدر انجمن احمدیہ سے جھگڑا شروع کرنا پڑے گا۔ اب تک یہی ہو رہا ہے۔ کہ جو رقم آتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ اُسے اپنے کھاتہ میں جمع کر لیتی ہے جب تحریک جدید نے اپنے حصہ کا مطالبہ کیا۔ تو ان کو مشکل پیش آگئی۔ اور اس سے زیادہ مشکل اُن لوگوں کو ہو گی۔ جنہوں نے چندہ دیا ہے۔ دفتر والے مانگیں گے وہ کہیں گے۔ کہ ہم نے چندہ دیدیا ہے مگر تحریک والے کہیں گے۔ کہ تمہاری طرف سے کوئی چندہ نہیں آیا۔ پس ہر چندہ دینے والا ان پر واضح کر دے۔ کہ اتنا چندہ صدر انجمن احمدیہ کا ہے۔ اتنا وصیت میں وضع کر لیا جائے۔ اتنا تحریک میں دیدیا جائے۔ اور باقی روپیہ ریزرو فنڈ میں داخل ہو یا لکھ دیں۔ کہ یہ روپیہ ستمبر کی تحریک میں جمع کر لیا جائے کیونکہ یہ تحریک ستمبر ۱۹۴۷ء میں جاری ہوئی تھی۔ اس لئے ریزرو فنڈ کی جگہ اُس کا نام

تحریک ستمبر

مناسب ہو گا۔ بہرحال عام قاعدہ یہی ہو گا۔ کہ نئے مرکز کا چندہ اس سے وضع کر لیا جائے گا۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے۔ جب سب دوست یہ واضح کر دیں۔ کہ پہلے میں اتنا چندہ دیا کرتا تھا۔ اب اتنا دوں گا۔ اور اس میں سے پہلے چندہ کی رقم کاٹ کر باقی روپیہ تحریک ستمبر میں داخل کیا جائے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے تمہاری کمزوری کو دیکھتے ہوئے تخفیف کر دی ہے۔ میں نے بھی یہ دیکھ کر کہ تم ابھی اُس مقام تک نہیں پہنچے جو

کامل الایمان کا مقام

ہو تا ہے۔ اپنے مطالبہ میں تخفیف کر دی ہے قرآن مجید کا مفہوم تو اور ہے۔ مگر کمزور ایمان والے اس کے یہی معنے لیتے ہیں۔ اور میں نے بھی انہی معنوں میں تخفیف کی ہے۔ پس اس تحریک کی آئندہ یہ صورت ہو گی۔ کہ سوا دس سولہ فی صدی سے ۳۳ فی صدی تک چندہ دینا ہو گا۔ اور جو لوگ اس مقام پر نہ پہنچ سکیں۔ ان کے لئے کم سے کم ایمان کا مظاہرہ یہ ہو گا۔ کہ وہ وصیت کر دیں۔ کوئی مرد کوئی عورت اور کوئی بالغ بچہ ایسا نہ رہے جس نے وصیت نہ کی ہو۔ تا دنیا کو معلوم ہو جائے۔ کہ تم میں حقیقی ایمان پایا جاتا ہے۔ اور قادیان کے کھوئے جانے کی وجہ سے مقبرہ بہشتی یا اس کے نظام کے متعلق تمہیں کسی قسم کا شک و شبہ پیدا نہیں ہوا۔

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ چندہ دینے والوں کو یہ بتا دینا چاہیئے۔ کہ پہلے وہ اتنا چندہ دیتے تھے۔ اور اب اتنا چندہ دیں گے بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ میری اس تحریک کے جواب میں چندہ وصیت کو بڑھا دیتے ہیں۔ میری تحریک کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ میں نے چندہ بڑھانے کو کہا ہے۔ وصیت کو بڑھانے کو نہیں کہا۔ میری بات کو پورا کرنے والے آپ تبھی بنیں گے۔ جب آپ اپنے موعودہ چندہ وصیت۔ اور دوسرے موعودہ چندوں سے زائد رقم کو تحریک ستمبر میں جمع کرنے کی ہدایت دیں گے۔ اگر وصیت کو بڑھا دیں گے۔ تو وصیت کی زیادتی کا ثواب تو منتر(؟) آپ کو ملے گا۔ مگر میری بات کا ثواب آپ کو نہیں ملے گا مگر میری بات ماننے کی صورت میں آپ کو دو ثواب ملیں گے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ چاہے۔ تو ہر شخص کو تحریک کا ممبر بننے کی توفیق بھی مل جائے گی)

آخر تبلیغ کا وہ وسیع سلسلہ جو تحریک جدید کے ذریعہ دنیا میں نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اور جس کے نہایت اچھے نتائج اور

خوش کن نشانات

نظر آ رہے ہیں۔ اس کے متعلق کسی مومن کا دل یہ برداشت ہی کس طرح کر سکتا ہے کہ اس میں اس کا حصہ نہ ہو۔ ہم تو دیکھتے ہیں۔ دنیا میں چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں بھی حصہ لینے کے لئے انسان تیار ہو جاتا ہے۔ بلکہ اچھی باتیں تو الگ رہیں۔ بری سے بری بات میں بھی حصہ لینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ قادیان میں ایک دفعہ ایک شخص نے کچھ بے جا الفاظ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے متعلق کہے۔ لوگوں نے اُسے مارنا شروع کر دیا۔ وہ شخص ضدی تھا۔ لوگ اُسے مارتے جاتے تھے اور وہ یہی کہتا جاتا تھا۔ کہ میں تو یہی کہوں گا۔ لوگ اسے پھر مارنا شروع کر دیتے۔ اور یہ جھگڑا بڑھتا گیا ہم اُس وقت بچہ ہی عمر کے تھے۔ ہمارے لئے یہ ایک تماشہ بن گیا۔ وہ مار کھاتا جاتا۔ اور کہتا جاتا کہ میں تو یہی کہوں گا۔ لوگ اُسے مارتے۔ یہاں تک کہ وہ اسے مار مار کر تھک گئے۔ اُن دنوں ایک غیر احمدی پہلوان حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس علاج کے لئے آیا ہوا تھا۔ آپ اس وقت خلیفۃ المسیح نہیں تھے۔ اس نے جب یہ شور سنا۔ تو خیال کیا۔ میں کیوں اس ثواب سے محروم رہوں مجھے بھی اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ چنانچہ وہ گیا۔ اور اُسے بھی عیسیٰ کی طرح اُٹھا کر زمین پر دے مارا لیکن وہ پھر یہی کہتا کہ میں تو یہی کہوں گا۔ سارا قادیان ایک تماشہ بن گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب معلوم ہوا۔ تو آپ بہت ناراض ہوئے۔ اور فرمایا کیا ہماری یہی تعلیم ہے۔ دیکھو لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ لیکن ہمارا اس سے کیا بگڑ جاتا ہے۔ اگر اس نے کچھ بے جا الفاظ مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق بھی استعمال کر لئے تو کیا ہو گیا۔ اور تو اور ہمارے ناناجان میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے جب دیکھا۔ تو آپ وہاں گئے اور لوگوں سے کہا۔ یہ کیا لغو بات ہے کہ تم اس شخص کو مارنے لگ گئے ہو۔ مگر ابھی آپ یہ نصیحت کر ہی رہے تھے کہ اس شخص نے پھر وہی الفاظ دہرائے جو اس نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے متعلق کہے تھے۔ اس پر میر صاحب نے خود ہی اسے تھپڑ لگا دیئے۔ تو بسا اوقات انسان اس قسم کے بھی کام کر لیتا ہے جو لغو ہوتے ہیں۔ در اصل رو چلنے کی دیر ہوتی ہے۔ جب رو چل جائے۔ تو لوگ خود بخود اسی کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت میں بھی

قربانی کی رو

چل جائے گی۔ تو یہ لازمی بات ہے کہ ہر رو انہیں پہلے سے اور زیادہ آگے لیجائے گی اور یہ سلسلہ اسی طرح بڑھتا چلا جائے گا۔ ایک کے بعد دوسری۔ دوسری کے بعد تیسری اور تیسری کے بعد چوتھی رو پیدا ہو گی۔ اور قربانی میں ترقی کرتے کرتے تمہاری یہ حالت ہو جائے گی۔ کہ وہی چیز جسے تم آج اپنی موت سمجھتے ہو۔ اگر اس کے چھوڑنے کا تم سے تمہاری بیوی مطالبہ کرے گی۔ تو تم اس بیوی کو طلاق دینے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔ اگر تمہارا بچہ اس قربانی کے خلاف مشورہ دے گا۔ تو تم اُس بچہ کو عاق کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے اور وہی چیز جو آج تم کو موت سے بھی بڑھ کر تمہیں سب سے زیادہ پیاری۔ سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ خدا کے قریب کرنے والی نظر آئے گی۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا

نماز جمعہ کے بعد میں کچھ جنازے پڑھاؤں گا۔ پیر اکبر علی صاحب جو ہماری مجلس شوریٰ کی مالی سب کمیٹی میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا کرتے تھے۔ اور بڑے

نیک اور مخلص انسان

تھے۔ فالج کے حملہ سے راولپنڈی میں فوت ہو گئے ہیں۔ آپ فیروز پور کے رہنے والے تھے اور وہاں کی جماعت کے امیر بھی رہ چکے ہیں۔ اسی طرح قادیان میں حافظ نور الٰہی صاحب وفات پا گئے ہیں۔ یہ بہاول پور کے رہنے والے تھے۔ اور قادیان کی حفاظت کے لئے گئے تھے کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وہیں فوت ہو گئے مجھے اُن کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی وفات کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ایک اور واقعہ کی وجہ سے رقت آ گئی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایک تو وہ لوگ ہیں۔ جو قربانی سے گریز کرتے اور ڈھلکتے ہیں۔ اور ایک وہ لوگ ہیں جو قربانی میں ہی لذت محسوس کرتے ہیں۔ حافظ نور الٰہی صاحب کا ایک ہی بچہ ہے اور وہ بھی ابھی چھوٹا اور نابالغ ہے۔ کوئی جائداد بھی ایسی نہیں۔ جو گذارہ کے لئے کافی ہو۔ صرف تنخواہ پر انحصار تھا۔ جو ان کی وفات کی وجہ سے جاتی رہی۔ لڑکیاں بیاہی ہوئی(؟) شادی کی ہیں۔ بڑی لڑکی کی عمر سولہ سترہ سال کی ہے۔ وہ مجھ سے ملنے کے لئے آئی۔ حافظ صاحب کی بہن بھی ساتھ تھیں اس نظارے کا مجھ پر اب تک اثر ہے۔ مجھے معلوم تھا۔ کہ اُن کے حالات ایسے نہیں جو گذارہ کے لحاظ سے اچھے سمجھے جا سکتے ہوں اس کا میری طبیعت پر اثر ہوا۔ اور دل میں کچھ سوز پیدا ہوا۔ میں نے سمجھا کہ مجھے اس لڑکی کو اور اس کے دوسرے رشتہ داروں کو تسلی دینی چاہیئے۔ لیکن اس لڑکی نے کمرہ میں داخل ہوتے ہی کہا۔ دیکھیں جی ہمارے ابا جی کا کیسا

اچھا انجام

ہوا۔ کہ وہ خدا کی راہ میں فوت ہو گئے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہوتا ہے۔ کہ انسان کو ایسی موت نصیب ہو۔ یہ ہمارے لئے کتنی خوشی کی بات ہے کہ خدا نے اُن کا کیسا اچھا انجام کیا۔ میری طبیعت پر اس بچی کی بات کا بڑا ہی گہرا اثر پڑا۔ میں نے دیکھا کہ اُس کی آواز میں کسی قسم کا ارتعاش نہیں تھا۔ کسی قسم کا اضطراب نہیں تھا۔ جتنی دیر وہ میرے پاس رہی۔ اطمینان سے بیٹھی رہی۔ غم کا اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔ اس کی پھوپھی بھی ساتھ تھی۔ یہ بھی تو شاید غیر احمدی تھی۔ اس پر اپنے بھائی کی وفات کی وجہ سے آثار غم تھے۔ لیکن لڑکی برابر اسی رنگ میں گفتگو کرتی رہی۔ اور گھر جا کر اس نے جو چٹھی لکھی۔ اس میں بھی یہی لکھا۔ کہ ہماری یہ کتنی خوش قسمتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ابا جی کو قادیان میں جان دینے کی توفیق دی ہے۔ یہ نمونہ ان لوگوں کے لئے جو قادیان جانے سے گھبراتے ہیں۔

دوست محمد صاحب علاقہ جاجی اطلاع دیتے ہیں کہ اسلام جان صاحب کی بیوی فوت ہو گئی ہے شیخ غلام حسین صاحب ریٹائرڈ ڈاکیہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی دو بچیاں فوت ہو گئی ہیں قریشی عطاء اللہ صاحب کی بیوی فوت ہو گئی ہے۔ مولوی سید اختر الدین صاحب مونگھیر والے فوت ہو گئے ہیں۔ آپ صحابی اور موصی تھے غلام محمد صاحب بھینی بانگر والے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی دو بچیاں فوت ہو گئی ہیں۔ جنازہ پڑھانے والا کوئی نہیں تھا ضیاء الحق صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے والد حاجی نور محمد صاحب جو فیض اللہ چک کے رہنے والے تھے گذشتہ فسادات میں شہید ہو گئے۔ آپ صحابی اور موصی تھے۔ ماسٹر عبد العزیز صاحب نوشہرہ والے کی بیوی فوت ہو گئی ہیں۔ ماسٹر صاحب مخلص احمدی ہیں ڈاکٹر عبد الاحد صاحب ڈاکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی ہمشیرہ زینب بیگم صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔ فضل حسین صاحب کی بیوی فوت ہو گئی ہے۔ جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا قاضی عبد الرحیم صاحب ولد قاضی فتح الدین صاحب نواں کوٹ لاہور میں فوت ہو گئے ہیں۔ آپ مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی کے نواسے تھے

(باقی صفحہ ۷ کالم ۴)

تحریک ساڑھے سولہ فیصدی سے تینتیس ۳۳ فیصدی میں احباب کا شاندار لبیک

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک ساڑھے سولہ فیصدی سے تینتیس فیصدی تک میں جماعت کے مخلصین تیزی اور سرعت کیساتھ لبیک کہہ رہے ہیں۔ اور اس کوشش میں ہیں کہ جس قدر جلد سے جلد حضور کی خدمت میں وعدہ پیش ہو جائے اسقدر زیادہ مفید اور حضور کی دعا لینے کا ذریعہ ہے۔ ذیل میں احباب کے اخلاص کے جذبات کا اظہار کرنا مناسب ہے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب: میں خدا کے فضل وکرم پر بھروسہ کرتے ہوئے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ انشاء اللہ اپنی آمد کا ساڑھے سولہ فیصدی (۱۶½) سلسلہ کے چندوں میں مجموعی طور پر دیا کروں گا اس سے پہلے میں باوجود خواہش کے وعدہ کرنے سے ڈر رہا تھا۔ کیونکہ خرچ تو قریباً دگنی ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ۔ لیکن آمد بہت کم ہو چکی ہے مگر اب حضور کی تازہ تخفیف کو دیکھتے ہوئے توکلاً علی اللہ اپنا نام پیش کرتا ہوں

ڈاکٹر محمد الدین صاحب ڈسپنسری چکوال: مشرقی پنجاب سے تباہی اور بربادی کے بعد میرے خاندان کا سارا بوجھ مجھ پر آن پڑا۔ مجھے صرف ۸۰/-/- روپے ماہوار ملتے ہیں۔ مگر دل نے فیصلہ کیا کہ کم سے کم مجھے پندرہ روپیہ ماہوار دینا چاہیئے۔ قریباً انیس فیصدی ہوتا ہے۔ تفصیل یہ ہوئی

چندہ ماہوار	۸—۰—۰
تحریک جدید	۴—۰—۰
جلسہ سالانہ	۱—۰—۰
حصہ ورجہاں چاہیں	۲—۰—۰
	۱۵—۰—۰

حفاظت مرکز قادیان یعنی ایک ماہ کی آمد قبل ازیں ادا کر چکا ہوں

(۳) مولوی عبد القادر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ خاکسار حضور کی تحریک پر اپنا چندہ بیس فیصدی پیش کریگا۔ عاجز کی آمد ۸۸/-/- روپیہ ماہوار ہے۔ وصیت پندرہ فیصدی تحریک جدید ۳/-/- اور جلسہ سالانہ ۸/-/- ہے۔ زیادتی برائے نام ہے۔

(۴) سردار بشیر احمد صاحب اوورسیر رسول ہیڈ قبل ازیں خاکسار کے سارے چندے ملا کر ¼ امد ⅕ کے درمیان تھے۔ اب حضور کی تحریک پر ⅓ حصہ پیش ہے۔ جو ۹۵/- ماہوار ہے۔ اس میں سے تحریک جدید کا چندہ چودہویں سال کا ۷۵/-/- تھا۔ جو تین ماہ کی رقم یک مشت ادا کر دی۔ میری نیت ½ سے بھی کچھ زائد دینے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

(۶) مرزا عزیز احمد صاحب سیالکوٹ چھاؤنی میں حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ⅓ حصہ اپنی ماہوار آمد کا ادا کیا کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میرے چندہ کی تفصیل یہ ہوگی حصہ آمد ۱۱/- تحریک جدید ۱/- ماہوار باقی ۱۳/- تحریک ستمبر والی میں

(۷) قاضی محمد عبد اللہ صاحب ناظر ضیافت۔ میں اپنا چندہ پچیس ۲۵ فیصدی کی شرح سے پیش حضور کرتا ہوں۔ اور چار ماہ سے اس کی ادائیگی کر رہا ہوں حضور کی خدمت میں خطبہ سنکر لبیک کہنے عمل کرنے کی درخواست دعا ہے۔

(۸) محمد شریف صاحب اشرف واقف زندگی۔ کل حضور کا خطبہ سنکر خاکسار کے والد میاں فتح محمد صاحب نے اپنی آمد ماہوار کا ساڑھے سولہ فیصدی دینے کا وعدہ فرمایا۔ ⅒ حصہ وصیت کا دیگر باقی حضور کی ستمبر والی تحریک میں داخل ہوگا۔

حضور خاکسار اور خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کی آمد واقف زندگی ہونے کی وجہ سے اکٹھی ہے۔ اس لئے خاکسار مع اپنی اہلیہ کے ⅓ حصہ پیش کرے گا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ ۲۸ مئی ۱۹۴۸ء پڑھکر ہر احمدی جلد سے جلد لبیک کہے۔ اور حضور کی خدمت میں اپنے وعدے پیش کرے جس میں اپنی ماہوار آمد اور شرح چندہ فیصدی اور جو چندے اس کے ذمہ ہیں۔ ان کی پوری تفصیل ہو

یکو شیدے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(وکیل المال تحریک جدید)

پتہ مطلوب ہے: میری بہن اور بہنوئی جان محمد مہاجرین قوم ارائیں سکنہ نواں پنڈ ڈھوڈ لکر ضلع گورداسپور حملہ کے وقت سے لاپتہ ہے اگر کسی صاحب کو علم ہو تو بتفصیل ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں
(بقیہ کالم ۴ پر)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

بعدالت چودھری اعظم علی صاحب

بی اے۔ ایل ایل بی۔ ایس۔ سی۔ پی سی ایس سینئر سب جج کیمبل پور

بمقدمہ ڈسٹرکٹ بورڈ بنام مسماۃ سنت کور نمبر مقدمہ ۴۲ بابت سال ۱۹۴۸ء

دعوٰی دخلیابی جائے سفید

نوٹس اشتہار بنام: مسماۃ سنت کور دختر سردار سنت سنگھ سکنہ حسن ابدال حال محلہ کریم پورہ شہر پشاور مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمات سنت کور مذکور مدعا علیہ تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتی ہے اور کسی معلوم جگہ آباد اور روپوش ہے لہذا اشتہار ہذا بنام مذکور بذریعہ الفضل اخبار لاہور جاری کیا جانا ضروری ہے کہ گر مدعا علیہ مذکورہ بالا مورخہ ۱۲ ۸/۴۸ کو بمقام کیمبل پور حاضر عدالت ہذا میں نہ ہوگی تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔ آج بتاریخ ۳۱ مئی ۱۹۴۸ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔
(مہر عدالت)

مالی قربانی اور مہاجرین

نظارت بیت المال کو معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض جگہ احمدی مہاجرین نے ابھی چندہ دینا شروع ہی نہیں کیا۔ یا چندہ کی مقدار ایسی ہے جسے قربانی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ وہ وقت ہے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے پورے اخلاص جوش اور ہمت سے قربانی کا وہ نمونہ پیش کرنا چاہیئے جیسا کہ انبیا کی جماعتوں کے شایان شان ہے کیونکہ اس کے بعد ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اس کی راہ میں سونے کا پہاڑ بھی خرچ کرنا اس وقت کے دیئے ہوئے ایک پیسہ کے برابر نہیں ہوگا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "دیکھو جنہوں نے انبیا کا وقت پایا۔ انہوں نے دین کے لئے کیسی کیسی قربانیاں کیں۔ جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا سارا مال حاضر کیا۔ ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنے مرغوب ٹکڑوں سے پر زنبیل پیش کر دی۔ اور ایسا ہی کئے گئے جبتک کہ خدا تعالیٰ کیطرف سے فتح کا وقت آ گیا مسلمان بننا آسان نہیں۔ مومن کا لقب پانا سہل نہیں۔

سو اے لوگو! اگر تم میں راستی کی روح ہے

بقیہ خطبہ صفحہ ۱ سے۔ اور موصی تھے۔ حاجی محمد عبد اللہ خان صاحب یکدم بیمار ہو کر فوت ہو گئے ہیں۔ آپ بڑی عمر کے تھے۔ قادیان جانے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ پانچ چھ گھنٹہ بیمار رہ کر فوت ہو گئے عبد الخالق صاحب مہتہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے بھتیجے عبد المالک صاحب ابن شیخ عبد القادر صاحب ابن بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی موٹر سے گر گئے کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں۔ میں نماز جمعہ کے بعد ان سب کا جنازہ پڑھاؤں گا۔

دوستو! اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو۔ خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پہ دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سنکر کیا جواب دیتے ہو
نظارت بیت المال

پتہ مطلوب ہے بقیہ کالم ۲
خاکسار محمد شفیع ملازم بھٹہ کوری جے آر ضلع تھرپارکر (سندھ)

مشرقی بنگال میں مسٹر سہروردی کی نظر بندی

ڈھاکہ ۳ جون مسٹر حسین شہید سہروردی سابق وزیر اعظم متحدہ بنگال و رکن پاکستان دستور ساز اسمبلی کو مشرقی بنگال پبلک سیفٹی آرڈر ۱۹۴۸ کی دفعہ ۱۰ کے ماتحت نظر بند کر دیا گیا ہے آپ آج صبح کلکتہ سے خبر بنگالی کے مشن پر ڈھاکہ پہنچے تھے واضح رہے کہ مسٹر حسین شہید سہروردی نے کراچی سے روانہ ہونے سے قبل یہ اعلان کیا تھا کہ وُہ مشرقی بنگال کا دورہ کریں گے اور وہاں اقلیتوں کے حالات کا مشاہدہ کرینگے۔

امریکہ کے اعلیٰ فوجی افسران
فلسطین جائیں گے

نیو یارک ۳ جون نیو یارک ٹائمز نے واشنگٹن سے اطلاع دی ہے۔ کہ امریکہ کی بری۔ بحری اور فضائی فوج کے اکیس اعلیٰ افسران کو عارضی صلح کا مشاہدہ کرنے کے لئے فلسطین جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ محکمہ خارجہ میں مشرق قریب اور افریقہ کے اُمور کے ڈائرکٹر مسٹر ہینڈرسن نے اس کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ انتظام صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ حکومت امریکہ پر عارضی صلح کو نافذ کرنے کے سلسلے میں جو فرض سونپا گیا ہے اسے وُہ پوری طرح سے انجام دے سکے۔

حیدر آباد کے آئینی مشیر
لندن سے حیدر آباد کو

کراچی ۳ جون نظام حیدر آباد کے آئینی مشیر سر والٹر مانکٹن آج صبح لندن سے بذریعہ ہوائی جہاز کراچی پہنچے۔ اور حکومت نظام کے خاص ہوائی جہاز میں جو گذشتہ شب کراچی پہنچا تھا۔ حیدر آباد روانہ ہو گئے۔

۴۴ ربڑ کے بنے ہوئے موٹروں کے حصے۔ ہر پارسل کے ساتھ یہ اقرار نامہ موجود ہونا چاہیئے کہ متعلقہ سامان پاکستان کا بنا ہوا ہے۔

مغربی پنجاب میں رضا کاروں کو فوجی تربیت دینے کا بندوبست کر دیا گیا
اسلحہ کے لائسنس کیلئے فوجی تربیت کی شرط

لاہور ۴ جون میاں محمد سعید مجسٹریٹ لاہور نے کل ایک اخباری بیان میں بتایا ہے کہ قومی رضا کاروں کے سلسلہ میں مغربی پنجاب کے تمام صحت مند نوجوانوں کو فوجی تربیت دی جا رہی ہے تربیت کے لئے تین مرکز کھولے گئے ہیں۔ منٹو پارک۔ باغ جناح اور یونیورسٹی گراونڈ یہاں ہر قسم کے اسلحہ اور فوجی پریڈ کی تربیت دی جا رہی ہے ہر گروپ کو دو مہینے تک تربیت دی جاتی ہے۔ قومی رضا کاروں کی جماعت مسلم نیشنل گارڈز سے مختلف ہے اگرچہ دونوں جماعتوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ اب تک دو ہزار نوجوانوں کو تربیت دی جا چکی ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ جو لوگ یہ تربیت حاصل نہیں کرینگے۔ اُنہیں اسلحہ کے لئے لائسنس جاری نہیں کئے جاوینگے اس تربیتی کورس کے انچارج میر محمد انور خاں آئی۔ ایس۔ پی ہیں۔ اور تربیت حاصل کرنیوالوں کو اس سے رابطہ پیدا کرنا چاہیئے انسٹرکٹروں کی تعداد اٹھارہ ہے جو عنقریب بڑھا دی جائیگی

سنٹرل مسلم لیگ ریلیف کیمپ میں
راشن بند کئے جانیکی تحقیقات

لاہور ——— اپنے نامہ نگار سے ——— ۴ جون

مغربی پنجاب کی ایم ایل اے محترمہ بیگم سلمیٰ تصدق حسین کی قیادت میں ایک وفد کل شام خان افتخار حسین خان آف ممدوٹ سے سنٹرل مسلم لیگ ریلیف کیمپ کے مہاجرین کا راشن بند کر دینے کے سلسلے میں ملا۔ خان ممدوٹ نے وفد کی شکایات سُننے کے بعد یقین دلایا کہ وُہ فوری طور پر اس بد اعتدالی کی تحقیقات کرینگے۔ خان ممدوٹ نے وفد کو بتایا۔ کہ کیمپ میں راشن کا بند کیا جانا ہرگز اُن کے علم میں نہ تھا۔

جموں و کشمیر کے پناہ گزین باشندے متوجہ ہوں

لاہور ۴ جون اقوام متحدہ کے کمیشن کی آمد سے کشمیر کا مسئلہ استصواب اہمیت اختیار کر گیا ہے اسلئے استصواب رائے عامہ کے سلسلے میں ضروری ہے کہ جموں کشمیر کے تمام باشندوں اور پناہ گزینوں کی مکمل فہرستیں تیار کی جائیں چنانچہ اس سلسلے میں کشمیر مسلم کانفرنس فہرستیں مرتب کر رہی ہے جموں کشمیر کے تمام باشندوں اور پناہ گزینوں سے درخواست ہے کہ دفتر کشمیر کانفرنس ۴۲ ریلوے روڈ پر اپنے مکمل پتے ارسال فرمائیں

کشمیر کیلئے کارکنوں کی ضرورت

لاہور ۴ جون ڈاکٹر نیاز جنرل سیکرٹری کشمیر مسلم کانفرنس اعلان کرتے ہیں۔ کہ کشمیر کے جہاد آزادی میں کام کرنے کے لئے مخلص اور جانباز کارکن درکار ہیں۔ ان کارکنوں کے سپرد پاکستان اور علاقہ آزاد کشمیر میں اہم فرائض ہونگے جو حضرات تقریری تحریری اور تنظیمی قابلیت رکھتے ہوں وُہ از حد مفید ثابت ہونگے۔ جو اصحاب کشمیر کے سلسلے میں اپنی خدمات پیش کرنا چاہتے ہوں وُہ دفتر آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس ۴۲ ریلوے روڈ پر تشریف لائیں یا مکتوب ارسال فرمائیں

مہاجر مزارعان موروثی کی آباد کاری

لاہور ۴ جون۔ حکومت مغربی پنجاب نے اپنے ایک غیر معمولی اعلان سے اس پالیسی کا اظہار کیا ہے کہ وُہ اراضی جو تقسیم اور انخلا سے پہلے غیر مسلم مزارعان موروثی کے قبضے میں تھی۔ وُہ بھی اب مسلم مہاجرین کو الاٹ کی جائینگی۔ واضح رہے کہ حکومت کو اس پالیسی کا اظہار کرنے کی اسلئے ضرورت محسوس ہوئی ہے کہ بعض مسلم زمیندار اب غیر مسلم مزارعان موروثی کی جگہ مسلم مہاجرین کو رکھنے پر رضامند نہیں تھے۔ اور حکومت کے پاس اس بارے میں متعدد شکایات موصول ہوئی تھیں۔ (نامہ نگار)

مجاہدین کشمیر کی امداد کیلئے
دس لاکھ روپیہ اور دس ہزار بوری گندم

لائلپور ۴ جون۔ قصبہ چک جھمرہ ضلع لائلپور اور اس کے اردگرد کے گاؤں والوں نے مجاہدین کشمیر کی امداد کے لئے دس لاکھ روپیہ نقد اور دس ہزار بوری گندم فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس کام کے لئے تمام علاقہ کو ملا کر ایک کمیٹی بنائی جائیگی

برف کی قیمت

لاہور ۴ جون جناب محمد اظہر صاحب قریشی صدر آئس پروڈیوسرز ایسوسی ایشن اطلاع دیتے ہیں کہ آج بتاریخ ۴ جون ۱۹۴۸ء سے لاہور میں برف کی قیمت دو روپے فی من اور ایک آنہ فی سیر مقرر کی گئی ہے

مغربی پنجاب میں اوڈ قوم کو اراضی الاٹ کرنے کا فیصلہ

لاہور ——— اپنے نامہ نگار سے ——— ۴ جون

حکومت مغربی پنجاب نے فیصلہ کیا ہے کہ اوڈ قوم کے اُن افراد سے جن کو مشرقی پنجاب سے آنے کے بعد مغربی پنجاب میں دوسرے مہاجرین کی طرح اراضی الاٹ ہوئی ہیں۔ اور وُہ اُن اراضی کی باقاعدہ کاشت کر رہے ہیں۔ اُن سے اراضی چھینی نہیں جائینگی واضح رہے کہ یہ حکم ان اوڈوں کے لئے ہے جو مشرقی پنجاب میں بھی کاشتکاری ہی سے گزارہ کرتے تھے۔ اور اب یہاں آ کر اُنہوں نے پھر وہی کاشتکاری شروع کر دی ہے۔ حکومت مغربی پنجاب نے یہ فیصلہ اس نظریے کے ماتحت کیا ہے کہ اوڈ قبیلے کو یہ احساس ہو جائے کہ حکومت اُن کے حقوق و مفادات سے بے خبر نہیں ہے۔

بعض اشیاء پر سے درآمد کی مرکزی پابندیاں ہٹا دی گئیں!

لاہور ۴ جون پاکستان کی حکومت نے مندرجہ ذیل اشیاء پر سے برآمد کی مرکزی پابندیاں دور کر دی ہیں۔ اب یہ اشیاء ہندوستان کو برآمد کے پرمٹ کے بغیر بھیجی جا سکتی ہیں یونانی ادویہ، چاقو چھریاں جراحی کا سامان اور آلات موسیقی، آئس کریم کی مشین اور ۴۴ ۲

اگر عربوں کے مفادات کیخلاف سلامتی کونسل نے فیصلہ کیا
تو جنگ پھر چھیڑ دی جائیگی وزیر اعظم لبنان کا بیان

دمشق ۴ جون وزیر اعظم لبنان السید ریاض الصالح نے ایک بیان میں فرمایا کہ عربوں نے سلامتی کونسل کی جانب سے جنگ بند کرنے کی اپیل منظور کر لی ہے اور اب ہم سلامتی کونسل کے فیصلہ کے منتظر ہیں۔ اگر اس فیصلہ سے فلسطین اور عربوں کے مفادات محفوظ رہے تو ہم جنگ بند رکھیں گے بصورت دیگر جنگ جاری رہے گی۔ سید ریاض الصالح جو عازم بیروت ہو رہے ہیں کہا کہ عربوں نے چار ہفتے کے سمجھوتہ پر جنگ کرنے کا جواب باضابطہ طور پر حفاظتی کونسل کو بھیج دیا ہے۔

۷ جون سے ۱۴ جون تک "کشمیر ریلیف" کا ہفتہ منایا جائیگا
مجاہدین کیلئے کپڑے کمبل صابن۔ ادویہ اور جوتے فراہم کرنے کی مہم

لاہور ——— اپنے نامہ نگار سے ——— ۴ جون

ایک سرکاری اطلاع کے مطابق کشمیر کی آزاد فوجوں کی امداد کیلئے لاہور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر ظفر الاحسن کی صدارت میں ایک ریلیف کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ جسکے کنوینر ڈسٹرکٹ پبلک ریلیشنز افسر مسٹر ابو سعید انور ہونگے۔ علمائے اسلام اخبار نویس حضرات اور عمائدین شہر کے مشورے سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ۷ جون تا ۱۴ جون تک کشمیر ریلیف کیلئے ایک خاص ہفتہ منایا جائے۔ اس ہفتے میں مجاہدین کیلئے کپڑے کمبل صابن۔ ادویہ اور جوتے وغیرہ فراہم کئے جائینگے ان اشیاء کی فراہمی کیلئے سر دست آباد کاری کا دفتر کو مرکز بنایا گیا ہے۔ دوسرے مراکز کا عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔